

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مجلس مرکز بھیرہ حزب الانصار بھیرہ ادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان

رجسٹرڈ اول نمبر ۲۶

پہلی سالانہ
معاذین
عوام
کلیہ

شمس الاسلام

جلد ۱۵ بھیرہ (پنجاب) شوال المعظم ۱۳۶۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۲ء نمبر ۱

اللہ کے دین کی مدد کرو

۱۹۲۵ء میں حزب الانصار کا وجود عمل میں آیا پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں اسکی اسلامی خدا انہماک میں شریعت
ہیں کو کٹھن سولے کر رہا تھا کہ اکثر شریعت لیکر مدراس تک پہنچا تھا ہندوستان بھیرہ میں یہ پہلی جماعت
ہے جس نے جماعتی تنظیم کے ذریعہ قادیانیت کا ہر جگہ منظم مقابلہ کیا اور دوسری جماعتوں کو بھی اس عظیم

فتنہ کے انتہیصال کی ترغیب دلائی۔ قادیانیوں سے سترہ کامیاب مناظرے ہوئے اور ان مناظروں کے بعد قادیانیوں نے مناظروں کے لئے
دعوت دینے کا رویہ ترک کر دیا حزب الانصار کے مبلغین نے پندرہ سال کے عرصہ میں دو لاکھ میل کا سفر کیا۔ ریکو۔ موٹر ٹانگہ کے علاوہ
ہزار میل پیدل سفر دشوار گزار علاقوں میں طے کیا۔ پنجاب کے اضلاع میں دیہاتی آبادی کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے
کے لئے کئی سوتیلیجی جلسے منعقد کئے۔ علوم اسلامیہ کے لئے بھیرہ میں دارالعلوم عزیز یہ کاجرا ہوا جس میں سے اب تک قریباً سو
طالب علم فیضیاب ہو چکے ہیں پنجاب کے کئی مقامات پر حزب الانصار کے نظام کے ماتحت مدارس قائم ہوئے۔ رفض و بدعت کے خلاف
ہر جگہ محاذ قائم کیا گیا۔ لاتعداد رسائل رفض و بدعت کی تردید میں شائع کئے گئے۔ فتنہ خاں کساریت کے مقابلہ کے لئے مسلم نوجوانوں
کی عسکری تنظیم کا کام تمام شمالی ہندوستان اور بنگال میں شروع کیا گیا اور فوج محمدی کی تنظیم کے سلسلہ میں امیر حزب الانصار نے
تمام ملک کا کامیاب دورہ کیا۔ مدح صحابہ کی تحریک میں فوج محمدی کے بیسیوں رضا کار اسیر ہوئے۔ جریدہ شمس الاسلام اسی جماعت
کاترجمان ہے۔ غریب مگر مخلص خدام اسلام کی یہ جماعت تمام باطل گرد ہوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا
دائرہ عمل وسیع ہو اور ہر شہر میں اس کی شاخیں قائم ہوں جو لوگ اس کا خیر میں حصہ لینا چاہیں صدر دفتر حزب الانصار
بھیرہ کو مطلع کریں خیر و فی ثروت اصحاب کا فرض ہے کہ حزب الانصار کی مالی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں نیز جریدہ شمس الاسلام
کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر لکھ پڑھے سنی پر لازم ہے۔ (غلام حسین منیر)

یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جسکے چندہ کی میعاد اس پرچہ کے ساتھ
ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد

ردانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں خاموشی کی
صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ وی بی ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (غلام حسین منیر)

آنچه پدر نتواند پسر تمام کند

(طالوت)

عشق کی بنیاد رکھی باپ نے فسق تک بیٹے نے اجر کر دیا
 باپ نے معجون لی افیون کی پُوت نے چائے کو صہب کر دیا
 گالیوں پر باپ کی اوقات تھی بیٹے نے لوگوں پہ دھوا کر دیا
 باپ کا تھا دید بازی پر مدار کچھ نہ پوچھو پُوت نے کیا کر دیا
 بس یہ سمجھو مختصر الفاظ میں جو نہ کرنا تھا وہ گویا کر دیا
 باپ سے جو کام باقی رہ گیا
 آکے بیٹے نے وہ پورا کر دیا

آج اور کل

(طالوت)

پلو مر کی مے آج ان کی دوا ہے جو جو شان دے پیتے تھے کل بادیاں کے
 اد اخیر ہے ان کا حُسنِ مغتبر یہی دن ہیں عشاق کے امتحاں کے

مسلمان کون ہے؟ کفر و ایمان کی تحقیق

(از حضرت مولانا غلام غوث صاحب دیوبندی، ہزاروی)

يَسِّرْنَا الْفُرَّانَ لِلَّذِي كَرِهَلْ مِنْ مَدَّ كِرْ
اور اللّٰہیٰ یُسِّرْ اس پر شاہد ہیں۔

ایمان اور اسلام

شرعی اصطلاح میں مومن اور مسلم میں فرق ہے۔ جیسے ایمان و اسلام میں فرق ہے ایمان کا تعلق دلی یقین و اعتقاد سے ہے اور اسلام کا افعال جوارح یعنی ظاہری اعمال سے چنانچہ قرآن پاک میں جا بجا اَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کا ذکر کہ ایمان و عمل کو دو جدا گانہ حیثیتیں دی ہیں اس پر گواہ ہے ایسے ہی آیت کریمہ:-

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اَمْ نَأْتِيَا اور گاؤں والوں نے کہا کہ ہم قُلْ لَمْ نَكُنْ نَكُنًا وَلَكِنْ اِيْمَانُ لَانَا۔ آپ کہہ دیجئے کہ قُولُوا اسَلَمْنَا وَلَمْ نَكُنْ خُلْ تم مومن نہیں ہوئے البتہ کہو اِلَّا اِيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ کہ ہم مسلمان ہو گئے یعنی اُکلا قبول کر لی اور ابھی تک ایمان نے تمہارے دلوں میں گھر نہیں کیا۔

اسی طرح حدیث جبریل میں ایمان و اسلام کی تفصیل موجود ہے مگر عرف عام میں جب مسلمان کا لفظ بولا جاتا ہے اس سے مراد مومن ہوتا ہے۔ اسی لئے کافر کے مقابلہ میں لفظ مسلمان کا استعمال ہوتا ہے۔ اور یہاں مجھے مسلمان کی تعریف

تمہید

اجنار زمزم میں مسلمان کی صحیح تعریف کا سوال پڑھ کر افسوس ہوا۔ ہندو دھرم میں تو اشتباہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ وہاں مورقی کی پوجا کرنے اور اس کا انکار کرنے والے سب ہی ہندو کہلاتے ہیں بلکہ خدا کے وجود کو ماننے والے اور اس کی ہستی کا انکار کرنے والے بھی سبھی ہندو ہیں۔ اسی طرح عیسائی مذہب کا حال ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ کے تصور ہی میں شدید ترین اختلافات ہیں۔ ساتھ ہی عیسائی دنیا نے سیاسی ترقی کے لئے اپنے مذہب کو ناکافی ہی نہیں بلکہ سبوتاہ قرار دے کر اس سے آزادی حاصل کر لی ہے۔ اور اب مذہب کی جگہ قومیت نے لے لی ہے۔ باطل محرف اور غیر آسمانی مذاہب کی متعصبانہ پیروی نے اب دنیا کو مذہب ہی سے متنفر کر دیا ہے یہاں تک کہ اب صحیح مذہب کی تلاش کی جگہ نظام عالم اور طرز حکومت کے مسئلے میں اقوام عالم میں خود ساختہ اور من گھڑت اصولوں کے لئے خون خرابے ہو رہے ہیں لیکن اسلام کا معاملہ بالکل جدا گانہ حیثیت رکھتا ہے۔ وہ جامع و کامل ہونے کی وجہ سے تمام شعبہ جات زندگی پر حاوی اور ہر قوم ہر ملک و ہر زمانہ کے لئے قابل قبول و باعث ترقی ہے اور چونکہ وہ فطری مذہب ہے اس لئے اس کی تعریف آسان اس کا سمجھنا آسان اور اس پر عمل کرنا آسان ہے۔ وَلَقَدْ

عام اصطلاح کے موافق کرنی ہے۔

ایمان و کفر کی تعریف

اس بحث کو آپ مسلمان اور کافر کی بحث کہہ لیجئے یا ایمان و کفر کی تحقیق۔ میں کہہ چکا ہوں کہ اسلام کوئی معنی یا پہلی نہیں بلکہ دین فطرہ ہے اس لئے اس کا سمجھ لینا بھی آسان ہے، چنانچہ آپ جب کبھی ان پڑھ مسلمان سے مسلمان کی تعریف پوچھیں گے تو فوراً کہہ دے گا جو خدا اور رسول کو مانے۔ دوسرا کہے گا جو قرآن و حدیث کو مانے۔ تیسرا کہے گا جو کلمہ پڑھے گا (توحید و رسالت کا اقرار) ممکن ہے کوئی یہ جواب بھی دیدے کہ مسلمان وہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہو۔ بہر حال ان تمام باتوں کا مآل ایک ہی ہے۔ علمی اصطلاح میں یوں سمجھیں کہ جو قرآن پاک کی تصدیق کرے وہ مسلمان اور جو تکذیب کرے وہ کافر۔ یا یوں کہئے کہ جو خدا اور اس کے رسول کی تصدیق کرے وہ مسلمان، جو تکذیب کرے وہ کافر ہے۔ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کی فرمائی ہوئی تمام باتوں کو سچا جان کر باور کر لے دل سے مان لے وہ مسلمان۔ اور جو آپ کی کسی ایک بات کو بھی جھٹلائے آپ کے فرمائے ہوئے ایک حکم کا بھی انکار کر دے وہ کافر ہے

تصدیق کا معنی

تصدیق کا معنی یہاں منطقی نہیں ہے جو تصور کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ منطقی تصدیق بہر حال علم ہی کا درجہ ہوتا ہے یہاں تصدیق کا معنی جان لینا اور سچا جان لینے کے بعد اس کو مان لینا ہے۔ یعنی علم کے ساتھ دل کا فعل بھی شریک ہے کہ سمجھنے کے بعد اس کو قبول کر لے۔ اس کو گرہ دے دے۔ اسی لئے دل کے اس فیصلے کو عقیدہ کہتے ہیں کہ ارادہ باندھ لیا۔ دل جمالیہ دل میں عقدہ مضبوط ہو گیا۔ تصدیق صرف علم کا نام نہیں۔ ورنہ علم تو کھنڈا کو بھی تھا۔ قرآن میں ہے یعرفونہ کما یعرفون

ابناء ہم۔ ان کو ایسا یقینی علم تھا جیسے اپنے بیٹوں کے بارے میں۔ اسی طرح ہر قتل شاہ روم ابوسفیان سے گفتگو کے بعد جان چکا تھا کہ اس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر رسول ہیں۔ لیکن ملکی مصالح نے باوجود جاننے کے ماننے نہ دیا علم کے ساتھ یہاں اعتقاد یعنی دلی انقیاد نہ تھا۔ پس معلوم ہوا کہ عقیدہ صحیح ہوئے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ فاما من اعطی واتقى وصدق بالحسنى فسنيسرك الليسرى ۵ واما من بخل واستغنى وكدب بالحسنى فسنيسرك اللعسرى ۵

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیکی کی تیسیر و توفیق کو جس کا آخری سرا جہنم ہے تکذیب پر موقوف فرمایا البتہ توفیق عمل یا سلب توفیق کے سلسلے میں جن نیک یا بد اعمال کو زیادہ تعلق ہے غالباً ان کی اہمیت بتانے کے لئے پہلے ان کا ذکر فرما دیا۔ اور قرآن پاک بلکہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عام اسلوب بیان ہے کہ ایمان یا اسلام کے ذکر میں موقعہ و محل کے لحاظ سے بعض اعمال کا ذکر بھی فرما دیا جاتا ہے جس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے۔ بہر حال تصدیق کا معنی سچا سمجھ کر سچا قرار دینا ہے۔

اسی تصدیق یعنی سچا قرار دینے کا نام ایمان ہے جس کی ضد کفر ہے یعنی یا تو سچا ہی نہ سمجھے یا سچا سمجھ کر بھی قبول نہ کرے۔ اور ماننے کے لئے دل نہ جھکے اس کو تکذیب کہتے ہیں۔ یعنی جھٹلانا۔ تصدیق کے لئے تمام باتوں کا ماننا ضروری ہے اور کفر کے لئے کسی ایک امر میں بھی خدا یا رسول کی تکذیب کافی ہے۔

اس تصدیق کا تعلق دل سے ہے اور اسی کو قرآن پاک میں ایمان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک آیت کا ذکر ہو چکا ہے ولما يدخل الایمان فی قلوبکم واور ابھی ایمان نے تمہارے دلوں میں گھر نہیں کیا اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے۔ دوسری آیت ہے۔

اشارہ کرتے ہیں۔

ایمان و اعمال صالحہ کے مختلف اثرات

یہاں مختصر طریقہ پر یہ بات واضح کر دینی چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کے ساتھ عزت و حکومت، اموال و زمین اور اُخروی فلاح اور نعیم مقیم کا وعدہ فرمایا ہے اس میں فی زمانہ لوگوں کو دھوکا ہوتا رہتا ہے حالانکہ یہ نہایت ہی صاف و واضح حقائق ہیں۔ قرآن نے چند ماورائے عقل و ادراک حقائق سے پردہ ہٹا کر اپنے پیغمبروں کے ذریعے بندوں کو اطلاع دی۔ ان پر جوں کا توں ایمان لانا ایمان بالغیب ہے۔ تمام رُسل کو اور ان کی تعلیمات کو صحیح قرار دینا بھی اسی میں داخل ہے۔ یہ حصہ عقائد کہلاتا ہے۔ باقی اعمال ہیں۔ کوئی اعمال قلب جن کو اخلاق کہتے ہیں کوئی اعمال جوارح۔ ان میں معاملات، عبادات، تہذیب و تمدن، سیاست و تدبیر منزل سب امور جو انسانی حیات سے تعلق رکھتے ہیں داخل ہیں۔ بعض اعمال ایسے ہیں جن کو افراد بھی کر سکتے ہیں۔ مثلاً روزہ، نماز، انفرادی تبلیغ وغیرہ بعض اعمال پوری قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً اتفاق و اتحاد، انتخاب و اطاعت امیر، تنظیم و جہاد۔ بعض رعایا سے بعض بادشاہ سے۔ بعض دونوں سے۔ بعض اعمال دنیوی صلاح و فلاح سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں مثلاً طلب رزق، تیاری سامان، بلندی اخلاق، زمین و آسمان اور ان کے درمیان۔ اور زمین کے اندر اور قُلل و حَبَل تمام چیزوں پر غور۔ اُن کی نعمتوں اور خزانوں سے فائدہ اٹھانے کی سعی۔ سمع و بصر کا صحیح استعمال اور مسموعات و مبصرات میں تاحد بشری ترقی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ بعض اعمال کا زیادہ تعلق اُخروی نجات و ترقی درجات سے ہوتا ہے، جیسے اکثر عبادات۔ لیکن ہر دنیوی حکم آخرت کے لئے اور آخرت کا حکم دنیا کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔

اَلَا مَن اٰكْرَهُ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ (مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کے دل کو ایمان سے تسلی ہو) یہ آیت کریمہ بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اصل ایمان کا تعلق قلب سے ہے۔

اس کے علاوہ قرآن پاک میں اکثر مواقع پر جب نیک بندوں کو اوامر یا نواہی کا خطاب کیا جاتا ہے تو ان کو یا ایہا الذین امنوا کے پیارے کلمات کے ذریعے پہلے مومن قرار دیا جاتا ہے اسی طرح آیت کریمہ کلُّوا مِنۡ اَمْنٍ بِاللّٰهِ وَمَلَکُتْہِ وَکِتٰبِہِ وَسُلٰمِہِ میں انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کتب سابقہ نیز ملائکہ پر ایمان لانے کا معنی اس دلی تصدیق کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے یہ تصدیق شجر اسلام کے لئے جڑ کا درجہ رکھتی ہے۔

اعمال صالحہ

اور اعمال صالحہ برگ و بار شاخیں اور ٹہنیاں ہیں۔ اگر اعمال نہ ہوں تو اسلام کا درخت مرجھا ہوا خشک اور بے زیب و زینت رہ جاتا ہے اور بسا اوقات دوسرے لوگ اس کو کاٹ کر ایندھن بنا نا چاہتے ہیں۔

لیکن اس میں یہ صلاحیت باقی رہتی ہے کہ اگر کسی وقت بھی اس کی جڑوں کو خوراک مل جائے اور اس کو نشو و نما کا موقع میسر آجائے تو پھر سرسبز و شاداب اور بار آور درخت بن جاتا ہے لیکن اگر درخت کی جڑیں ہی سڑ جائیں قائم نہ رہیں تو پھر اس درخت کے پھلے پھولنے کی تمام اُمیدیں خاک میں مل جاتی ہیں۔

قرآن پاک میں جایا امنوا و عملوا الصالحات کا علیحدہ علیحدہ ذکر جہاں اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ایمان اور عمل صالح دو چیزیں ہیں۔ وہاں اس آسمانی فیصلہ کو بھی روشن کر دیتا ہے کہ ایمان والوں کا ایمان کے پورے ثمرات و برکات سے بہرہ ور ہونے کے لئے اعمال صالحہ کا ہونا ضروری اور لازم ہے اور وہ بجا اجتماع طور سے صفا کہ جمع کے صیغے

کے اعمال ہیں اس درجے کا اثر دنیا میں منترتب ہوگا چنانچہ آج دنیا کی غیر مسلم اقوام قرآن پاک کے بعض اصول پر عمل کرتے فوائد حاصل کر رہی ہیں اور خود جو مسلمان بھی جتنا زیادہ عمل کرتے ہیں وہ اتنا دلی اطمینان حاصل کرتے اور مقاصد سے ہم کنار ہوتے جاتے ہیں۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تصدیق کا نام اسلام ہے، اور تکذیب کا نام کفر۔ جو شخص تمام قرآن پاک کو اس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے تمام دین کو دل سے سچا مان لے وہ مسلمان ہے اور جو ایک بات بھی خدا یا رسول کی جھٹلائے وہ کافر ہے۔

تصدیق و تکذیب کا معیار

یہاں یہ سوال رہ جاتا ہے کہ تصدیق و تکذیب تو دل سے تعلق رکھتی ہے جس کا علم شکل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے دلی تصدیق و تکذیب کا حکم اشار و علامات پر لگایا ہے اور اسی لئے بعض ائمہ دین نے شہادت تو حید و رسالت کو دین ایمان قرار دیا ہے۔ بہر حال کلمہ شہادت تصدیق کی طرح ایمان کا دکن ہو یا نہ ہو لیکن شرعی احکام کا ترتیب ظاہری پر ہوگا اگر کوئی شخص تصدیق کا اقرار کر دے وہ مسلمان ہے اگر تکذیب کا اعلان ہے وہ کافر ہے۔ اگر تصدیق کی نشانیاں پائی جائیں تو اسلام ہے اگر تکذیب کی علامت ہے تو کفر ہے۔ اس معیار کے بعد تمام آیات و حدیث کے معانی صاف ہو جائیں گے۔

من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة

ابتدائے اسلام میں سب سے پہلی نشانی اسلام کی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اہم معبودوں، تمام بتوں کا انکار کر دیا جائے۔ چنانچہ لا الہ الا اللہ سب سے بڑا شعار اسلام تھا۔ اس کے کہنے کا معنی یہ تھا کہ کہنے والے نے

مثلاً انفرادی غارت سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر قوم کی اجتماعی طور پر اس فریضے کو ادا کرے تو یہی غارت فلاح داریں کی ضامن ہو سکتی ہے۔ نیکوۃ انفرادی طور پر بھی ادا ہو سکتی ہے۔ لیکن بیت المال کی شکل میں آ کر یہ ملک کی غربت کا مستقل علاج بن سکتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جان و دنیا بہر حال سعادت ہے لیکن ایک امیر کے ماتحت ہو کر اجتماعی چھٹا کا مخلصانہ جذبہ قوم کی قسمت بدلنے میں مدد دیتا ہے اسی طرح اعمال سیئہ اور اخلاق ذمیمہ ہیں جن سے اسلام نے روکا ہے۔ اگر ایک شخص زانی۔ شرابی۔ جوازی۔ بزدل۔ بددیانت۔ جھوٹا اور بے حیا ہے تو وہ خود تباہ ہے۔ لیکن اگر قوم کی قوم بد اعمالیوں کی شکار ہو جائے تو ذلت و مسکنت کی مستحق ہو جاتی ہے اور اگر سچ و بصیرت تعلق رکھنے والے تمام عناصر میں غور کر کے مادی ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے اسلامی اخلاق سے بھی آراستہ ہوں جس کا معنی ہے فواد کی اصلاح اور قلبی طاقتوں کو بروئے کار لانا اور ان مادی طاقتوں کو ان اخلاقی بلندیوں کے لئے استعمال کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جملائی ہوئی تینوں نعمتوں کے نتائج سے مالا مال ہو جائے۔

هو الذی جعل لکم السمع والبصر والافئدة

آج مغربی دنیا نے سمع و بصر کی قوتوں سے فائدہ لیا۔ مگر قلب و فواد کی اصلاح و تربیت روحانی ترقی اور اخلاقی بلندی کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مادی ترقی اقوام مغرب کی تباہی کا سبب بن گئی۔ مضنون طویل ہو گیا یہاں میرا مقصد یہ تھا کہ اگر ایمان و عقیدہ صحیح ہے لیکن اعمال غلط ہیں تو دنیا کی ذلت یا مشکلات کے ساتھ ساتھ آخری عذاب کا بھی خطرہ ہے۔ البتہ آخری طور سے نجات کے لئے وہ ایمان مفید ہے اور اگر ایمان کے ساتھ تمام اعمال اجتماعی طور پر اچھے ہیں تو دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل ہوں گی اور ایمان نہ صرف اعمال اچھے ہوں تو آخری نجات ناممکن ہے۔ ومن یتبع غیر الاسلام دنیا فلن یقبل منہ۔ البتہ جس وجہ سے

دین اسلام قبول کر لیا۔ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول مان لیا۔

مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا الْخ
اسی طرح جو ہماری نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے۔ ہمارا ذبیحہ کھائے۔ اس سے زیادہ وضع نشان اسلام کی اور دین اسلام کے قبول کرنے کی کیا ہو سکتی تھیں اس پر یقیناً فذلک مسلم کا حکم لگے گا۔

لَا تَقْوَمُ لَوْ لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ
اسی طرح آیت کریمہ میں ہے کہ جو سلام کہے یعنی جو تم کو سلام کرے اس کو آگے سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان ہی نہیں (تجہ میں ایمان نہیں) یا تو کافر ہے۔ پہلے تو ایک شخص سلام کرتا ہے۔ اخلاق کا تقاضا ہے کہ اس کو اس کے مناب جواب دیا جائے۔ اگر یہ بھی نہیں تو اس کا کیا حق ہے کہ اس کو کافر کہے جب تمہیں السلام علیکم کہتا ہے تو ظاہر یہی ہے کہ وہ مسلمان ہے تو پھر جب تک کفر کی کھلی نشانی ظاہر ہو تو یا دریافت کر کے معلوم نہ کر لو تمہیں کس طرح مناسب ہے کہ اس کو کافر قرار دے دو۔ اگر تحقیق کے بعد تکذیب کا پتہ چلے تو پھر کفر میں کیا شک ہے۔

آیت کریمہ کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ جو شخص بھی سلام کرے بس اس کو مسلمان جاننا ضروری ہے اور کسی سلام کرنے والے کو کافر قرار نہ دیا جائے۔ ورنہ تو ہر ابو جہل، ابولہب، ہر قادیانی ہر مرتد، ہر کافر سلام کر کے اسلام کی سند حاصل کر سکتا ہے۔ اس آیت کریمہ کو پیش کر کے اکثر دھوکا دیا جاتا ہے۔ اس لئے پوری آیت اور قرآن پاک کا پورا مضمون درج کیا جاتا ہے یہ سورہ نساء میں ارشاد ہے۔

آیت کی تفسیر خود آیت سے

جب کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج ایک قوم پر حراہ کے لئے روانہ فرمائی۔ اس قوم میں ایک شخص مسلمان

تھا وہ اپنا مال مویشی نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا اور مسلمانوں کو دیکھ کر اس نے السلام علیکم کہا۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے اور مال بچانے کے لئے تفریق کرتا اور خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اس خیال سے مسلمانوں نے اس کو مار ڈالا اور مال ہوشی سب لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ
السلام لست مومنًا
تبتغون عرض الحيقۃ الدنيا
فعدا اللہ معانہ کنوۃ
کن الذک کنتم من قبل
فمن اللہ علیکم فتبتنوا
ان اللہ کان بما تعملون
خبیراً
اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں۔ تم فعدا اللہ معانہ کنوۃ دنیا کی زندگی کا اسباب چاہتے ہو، سو اللہ کے دلوں بہت غمیتیں ہیں۔ تم بھی تو ایسے ان اللہ کان بما تعملون ہی تھے اس سے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔ سواب

تحقیق کر لو۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ آیت کریمہ کا شان نزول تفسیر جلالین اور ترجمہ شیخ ابنہ کے حاشیہ پر ملاحظہ کیا جاسکتا

یہ ایک خاص واقعہ ہے جس کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فعل پر اظہارِ ناپسندیدگی کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ شخص واقعی مسلمان تھا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غلط فہمی ہوئی۔ پھر قرآن پاک نے اس کو عام حکم کی شکل دی جس کا عام اسلوب بیان ہے۔ اب قاعدہ یہی ہو گا کہ جو شخص اسلام ظاہر کرے یا آکر ناواقفی کی حالت میں اسلام علیکم کہے اس کو مسلمان ہی سمجھ لینا چاہئے کیونکہ یہ اسلام یا تصدیق کی نشانی ہے ایسی حالت میں بلا تحقیق اس کو کافر کہنا یا قتل کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے کہ میدان جنگ میں ایک شخص نے صحابی کی زد میں آتے ہی لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ صحابی نے اس کو اسی غلط فہمی میں قتل کر دیا۔ اس حضرت

من صلی صلوٰتنا وغیرہ سب احادیث و آیات میں شعائر اسلام بتائے گئے ہیں۔ مسلمان کی تعریف نہیں کی گئی اور نہ معاذ اللہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعریف میں کوئی کمی فرمائی ہے جو ہماری طرح نماز پڑھے مسلمان۔ جو اللہ کے کہے مسلمان۔ جو اذان کہے مسلمان۔ جو حج کرے مسلمان۔ جو رمضان کے روزے رکھے مسلمان۔ کیونکہ یہ سب مسلمان ہونے کی نشانیاں ہیں۔

مسلمان فرقہ

اب حنفی بھی مسلمان ہیں۔ شافعی بھی۔ حنبلی بھی اور مالکی بھی۔ دیوبندی اور بریلوی بھی۔ مقلد اور غیر مقلد بھی۔ کیونکہ یہ سب کے سب خدا اور اس کے سارے احکامات نیز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے لئے ہوئے سارے دین کو برحق سمجھتے اور دل سے اس کی تصدیق کرتے ہیں یہ تو اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔

بہتر فرقہ

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی کلمہ فی الناس سب آگ میں ہیں مگر میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر چلنے والے (جنی اور ناجی ہیں) اہل سنت والجماعت کے فرقے تو ایک درخت کی مختلف سرسبز شاخیں ہیں سب پھولتی پھلتی ہیں سب کو پھل لگتا ہے سب کا نام مثلاً آم ہی ہے مختلف شاخیں ہو جانے سے آم کا نام سلب نہیں ہوتا۔ اسی طرح مختلف فرقے ہونے سے اسلام کا نام بھی سلب نہیں ہو سکتا لیکن جو شاخ درخت کی خشک ہو جائے یا سبز ہی ہو لیکن اس میں پھل نہ لگے یا پھل لگے لیکن کچے نہیں اور نہ بڑا ہو کب بھی جائے تو اس میں فوراً گھڑے پڑ جائیں۔ ایسی تمام

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا ہلا شفق قلبہ تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا۔

بہر حال ظاہری احکام کا تعلق ظواہر اور شعائر و علامات سے ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تکذیب کا علم ہو کر بھی لا الہ الا اللہ کہنے والے یا سلام کرنے والے کو مسلمان ہی سمجھا جائے۔ خود قرآن پاک نے قالوا لشہد انک لرسول اللہ والوں کو کافروں فرمایا۔ آما کہنے والوں کو وما ہم بمؤمنین فرمایا۔ واذ قاموا الی الصلوة قاموا کسالی میں بے دلی سے نماز پڑھنے والے منافقوں کا ذکر کیا۔

خود آیت زیر بحث میں دو جگہ تبیینا ارشاد کیا۔ کہ تحقیق کر لیا کرو جس کا مطلب یہی ہے کہ سلام علیک کرنے والا کافر بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ تم نے سمجھا اور سچ مسلمان بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ وہ تھا۔ پس اسلام کی کوئی علامت پائی جائے تو قبل از تحقیق اور تکذیب کی کوئی نشانی نہ ہوتے ہوئے کسی کو کافرا یا مسلمان کہنا واقعی جلد بازی، غلط اور ممنوع ہے۔ لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ سلام کرنے والا کبھی کافر نہیں ہو سکتا۔

پوری کیفیت تو کفر کے بیان سے معلوم ہوگی۔ یہاں تو مسلمان کی تعریف سے بحث ہے جس کے بارے میں چند آیتیں گزر چکی ہیں۔ ایک فیصلہ کن آیت پیش کر کے یہ بحث ختم کی جاتی ہے:-

انہا المؤمنون الذین مومن صرف وہی ہیں جو اللہ امنوا باللہ ورسولہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا۔

ایمان اس دلی یقین و تصدیق کا نام ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ خدا اور اس کے رسول کے سارے حکموں کو سچا مانا جائے۔ یہ چونکہ دلی کیفیت ہے اس لئے تصدیق کے شعائر و علامات پر احکام جاری ہوں گے۔

شاخیں جلانے کے قابل ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ بہتر فرقے ایسے ہیں کہ ان کے بعض عقائد کسی ایک صحابی سے بھی نہیں ملتے اس لئے یہ ما انا علیہ واصحابی سے علیحدہ اور جلانے کے قابل ہیں۔ کلہم فی النار مگر ان کو بھی علی الاطلاق کافر نہیں کہہ سکتے خود اس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اپنی امت کے فرقے قرار دیا۔ ان کو آگ کا مستحق بتلایا۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہی جہنم جاتیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ شفاعت سے یا سزا بھگتے کے بعد آخر کار وہ جنت میں داخل ہوں۔ یہی مطلب ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمانے کا لا نکفر اهل القبلة کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔

ٹوٹی ہوئی شاخیں

لیکن ان بہتر فرقوں کے سوا بعض ایسے مذاہب پیدا ہو گئے ہیں جن کی مثال درخت سے کٹی ہوئی شاخ کی ہے جو شاخ آدھی یا کسی اور وجہ سے درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو جائے۔ اس کا تعلق درخت سے نہیں رہتا۔ درخت کی سبزی یا جڑوں کی خوراک کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ اس درخت کی ٹہنی کہلانے کے قابل نہیں رہتی۔

مرزائی۔ بہائی فرقے

یہی حال مرزائیوں، قادیانیوں، لاہوریوں، بہائیوں، بابیوں اور چکڑالویوں کا ہے۔ یہ شجرہ طیبہ سے کٹ چکے ہیں۔ ان کو مسلمان فرقوں میں شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔

بہتر فرقوں کی بعض شاخیں

اسی طرح مذکورہ بالا بہتر فرقوں کی بعض شاخیں بھی مسلمان کہلانے کے قابل نہیں رہیں۔ جو اپنے غلو کی وجہ سے حد سے گزر کر اسلامی درخت سے کٹ گئی ہیں۔ وہ دراصل

ان بہتر فرقوں ہی میں نہیں رہیں۔ اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول لا نکفر اهل القبلة کی شرح کرتے ہوئے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:-

من صلی صلوٰۃنا۔ المراد مراد امام ابو حنیفہؒ کی یہ ہے کہ لا یجوز تکفیر اهل القبلة کسی اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی گناہ بذنب و لیس المراد بہ کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ یہ مجرد التوجه الی قبلتنا مراد نہیں کہ صرف ہمارے قبلہ فان الغلاة من الروافض کی طرف منکرنا ہی کافی ہے العالمین بات علیا ہوا للہ اس لئے کہ رافضیوں میں سے لیسرا مومنین (شرح فقہ اکبر) جو حد سے بڑھ کر یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بخدا ہیں وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ اور شرح مقاصد بناس۔ شرح التحریر وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے:-

ولا نزاع فی تکفیر اهل القبلة المراد علی ہی نہیں کہ ایسے اہل قبلہ کافر الطاعات طول عمرة ہیں جو عالم کو قدیم کہتے اور باعتبار قدم العالم و حشر اجساد کے منکر ہیں کہ نفی حشر الاجساد قیامت میں جسمانی زندگی نہ ہوگی۔ چاہے ایسے اہل قبلہ عمر بھر عبادت کرتے رہیں۔

اس حکم میں وہ شیعہ فرقے بھی آجائیں گے جو قرآن پاک کو اصلی قرآن پاک نہ سمجھتے ہوں یا اس میں تحریف اور رد و بدل کے قائل ہوں۔ جیسے صافی اصول کافی میں درج ہے بہر حال جو آدمی خدا اور اس کے رسول کو دل سے سچا مان لے وہ مومن ہے اس کو اس ولی تصدیق کے اعلان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس پر مسلمان کے احکام جاری کئے جاسکیں۔ اور جب تک کوئی ایسی بات۔ کوئی عقیدہ کوئی فعل یا قول اس سے سرزد نہ ہو جو تکذیب کے درجے تک پہنچ جائے اُس وقت تک اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ چاہے وہ مذکورہ بالا بہتر ناری فرقوں سے کیوں نہ تعلق رکھے۔ اب چونکہ کفر کی

بحث کے بغیر یہ تفصیل مکمل نہیں ہو سکی۔ لہذا بقاعدہ تعریف الاشیاء باضدادھا۔ اب کفر اور کافر کے فرقوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

کفر اور تکذیب کی حد

حقیقت یہ ہے کہ کفر کوئی وجودی شے نہیں ہے۔ یہ عدمی شے ہے۔ جہاں اسلام نہ ہو وہیں کفر ہے۔ جہاں یقین کا فائدہ نہ رہا وہیں شک و کفر کی غفلت پہنچ گئی۔ تصدیق ہے تو ایمان ہے تصدیق نہیں تو کفر ہے۔ گویا ایمان و تصدیق کے فقدان کا نام ہی کفر و تکذیب ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ایک عام غلط فہمی ہے جو فرق باطلہ کی طرف سے پھیلائی جاتی ہے وہ یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس میں تناوے باتیں کفر کی ہوں ایک اسلام کی ہو اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ حالانکہ واقعہ بالکل اس کے بالعکس ہے اگر کسی شخص میں تناوے باتیں اسلام کی ہوں ایک کفر کی ہو وہ پھر بھی کفر ہے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ ایک شخص قرآن پاک کی تمام آیات تمام احکام اور آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کو آپ کے تمام ارشادات میں سچا سمجھے اور دل سے اس کی تصدیق کرے لیکن کفر کے لئے اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام قرآنی عقائد اور اسلامی احکام کا انکار کرے۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ایک حکم کا بھی انکار کر دے یا ایک بات میں بھی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ جھٹلا دے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے میں کہوں میرے پاس ہزار روپے ہیں۔ اس بات کے لئے ضروری ہے کہ میرے پاس پورے ہزار کے موجود ہوں۔ لیکن ہزار نہ ہونے کے

لئے لازمی نہیں ہے کہ پورے ہزار کے ہزار روپے غائب ہو جائیں۔ بلکہ اگر ایک روپیہ بھی کم ہوگا تو کہیں گے کہ ہزار نہیں ہیں۔ اسی طرح تصدیق کے لئے تمام باتوں کا ماننا ضروری ہے اور تکذیب کے لئے سب کا انکار ضروری نہیں کسی ایک بات میں بھی تکذیب کرے گا تو کافر ہو جائے گا یا یوں سمجھیں کہ جیسے انسان کی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ تمام اعضاء و رکیبہ صحیح و سالم موجود ہوں۔ لیکن موت کے لئے یہ ضروری ہے کہ دل و دماغ اور جگر سب بھی اعضاء و رکیبہ نہ ہوں بلکہ ایک عضو ریس بھی نہ ہوگا تو موت آ جائے گی۔ اسی طرح ایمانی حیات کے لئے تمام قطعیات دین کو ماننا ضروری ہے لیکن کفر کے لئے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے۔

پس مقولہ مذکورہ کا صاف معنی یہ ہے کہ ایک شخص ایک بات کہتا ہے اس بات کے تناوے معنی ایسے ہیں جو کفر ہیں لیکن اس کے قول کا ایک معنی ایسا بھی ہو سکتا ہے جو صحیح ہے اور کہنے والے کو کفر سے بچا دیتا ہے تو اس شخص کو جلد بازی سے کافر نہیں کہا جائے گا۔ جب تک کہ عاقل و بالغ کے کلام کا صحیح مطلب نکل سکے۔ اس کے کلام کو باطل معنی پر محمول نہ کیا جائے گا۔ یہ حضرات علمائے دین کی غایتہ احتیاط ہے جن کو لوگ کفر بازی کے لئے بدنام کیا کرتے ہیں۔ اگر یہ مطلب نہ ہو تو بڑی مشکل پیش آئے گی۔ ایک شخص مورقی کو سجدہ کرے۔ رمضان کے روزے فرض نہ سمجھے، شراب کو حلال کہے لیکن اتنا کہہ دے کہ میں قرآن ماننا ہوں یا کبھی کبھی نماز پڑھ لے، کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اگر اسلام کی تمام باتیں مانے۔ سب احکام پر عمل کرے صرف اتنا کہہ دے کہ زنا حرام نہیں حلال ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ تکذیب کے لئے ایک حکم کا انکار بھی کافی ہے۔

تکفیر میں اختلاف کی وجہ

پس جب تکذیب کا نام کفر ہے تو جو شخص بھی کہہ دے

اس کی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری لی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ نظم قرآن (الفاظ) کی حفاظت ہو اور معانی و مطالب کی نہ ہو۔ کیونکہ قرآن پاک نظم و معنی دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ پس یہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ جو اپنے کو ہندو کہہ دے وہ ہندو ہو چاہے خدا مانے یا نہ مانے۔ چاہے بت پرستی کو جزو دین قرار دے یا دھرم کے مخالف۔ یہاں تو ان مسئلہ مدقنہ قطعیہ اصول و احکام کا انکار کفر ہے۔ یہاں کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل مقرر ہے۔ جو بھی اس حد کو عبور کرے گا وہ مسلمانی سے نکل جائے گا۔ چاہے وہ ہزار چھپے چلائے کہ میں مسلمان ہوں مکلف میں اختلاف یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں آئندہ اشاعت میں چند باتیں عرض کی جائیں گی جن کے بعد کافر کی شناخت میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ (باقی آئندہ)

کہ میں خدا کو نہیں مانتا یا قرآن پر یا اس کی فلاں آیت نہیں مانتا یا رسول نہیں مانتا یا رسول کے اقوال و احادیث نہیں مانتا یا قرآن میں جن فرشتوں کا ذکر ہے یہ نہیں مانتا۔ یا قرآنی توحید صحیح نہیں ہے یا قیامت ایک ڈھکوسلہ ہے ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ یہاں ایک آدمی کہہ سکتا ہے وہ کون مسلمان کہلانے والا ہے جو ایسے انکار کو کفر نہ کہے ایسا تو کوئی فرقہ نہیں جو قرآن یا رسول کا یا اسلامی عقائد کا اس طرح انکار کرے تو پھر تغیر میں کیوں اختلاف ہے۔ میں کہتا ہوں اسی لئے تو علمائے دین نے بہتر فرقوں کو مطلقاً کافر قرار نہیں دیا اور ان کے سوا بھی جو نئے مذہب اسلام کے نام پر پیدا ہوئے ان میں بھی احتیاط سے کام لیا۔ لیکن اسلام ایک جامع و مانع دین ہے اس کے اصول منضبط و محفوظ ہیں۔ پروردگار عالم نے وانا للہ وانا الیہ راجعون فرما کر

سید مرتضیٰ

آیت خاتم النبیین کی صحیح تفسیر

(امام محمد رفیع متعلم دارالعلوم عزیزیہ)

مدرس اور نیک سیرت و خوش خلق بزرگ ہیں۔ ڈالوال کے ایک زمیندار راجہ صاحب میرزائی ہو چکے ہیں اور میرزائیت کے جراثیم پھیلانے میں مصروف رہتے ہیں ڈالوال سے تین میل کے مقام پر موضع دوالمیال علاقہ بھر میں مرزائیت کا سب سے بڑا گڑھ ہے۔ امیر حزب الانصار نے ڈالوال میں میرزائیت کا خطرہ محسوس کر کے راجہ صاحب کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی چنانچہ ۱۴ رمضان المبارک کو راجہ صاحب تشریف لائے ان سے امیر حزب الانصار کا حسب ذیل مکالمہ ہوا۔ سو کہ علاوہ دلچسپ ہونے کے عبرت و نیند آموز

ماہ رمضان المبارک میں سیلاب کی وجہ سے بھیرہ کی ہوا مسموم ہو گئی۔ تبدیل آب و ہوا کے لئے کوہستان نمک کے لبثا سر و خوشگوار مقام جو امیر حزب الانصار تشریف لے گئے دارالعلوم عزیز یہ میں تعطیلات کی بنا پر میں نے بھی امیر حزب الانصار سے علمی فیوض حاصل کرنے کے لئے رفاقت کا فخر حاصل کیا۔ پہاڑی علاقہ کے دلچسپ مناظر و سبزہ زاروں سے گذر کر ڈالوال میں مولانا غلام ربانی صاحب کے ہاں قیام ہوا۔ جو جامعہ مدرسہ کے خطیب و مدرسہ خادمہ العلوم کے صدر

بھی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت امیر۔ راجہ صاحب! میں آپ سے میرزاویت کی وہ خوبی دریافت کرنا چاہتا ہوں جس نے آپ جیسے فہیم انسان کو اس میں مبتلا کر دیا۔

میرزائی۔ آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر علمائے اہل سنت کرتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ احمدی علمائے جو تفسیر کی ہے وہ بہت صحیح ہے۔ اسی لئے میں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔

حضرت امیر۔ قرآن مجید نے اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کے فیصلہ کو قبول کرنے کی دعوت دی ہے
فَإِنْ تَنَادَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ (الآیہ) آؤ! اپنے اختلاف کے لئے فیصلہ دربار رسالت سے طلب کریں۔ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے علماء اس آیت سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

میرزائی۔ آپ کے علماء آیت خاتم النبیین سے انقطاع نبوت مراد لیتے ہیں۔ اور ہمارے علماء اس آیت سے اجرائے نبوت ثابت کرتے ہیں تاکہ اُس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا پر ظاہر ہو کہ آپ کی پیروی و تصدیق سے نبوت کا مرتبہ ملتا ہے۔

حضرت امیر۔ تو آئیے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول کیجئے۔ تاکہ اس آیت کی جو تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہو اُس کو بلا چون و چرا تسلیم کر کے اختلاف کو مٹا دیا جائے۔

میرزائی۔ تجھے منظور ہے۔ آپ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر دکھلا دیں تو اس پر فیصلہ ہو جائیگا حضرت امیر۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر لَا نَبِيَّ بَعْدِي سے کی ہے۔ اب لَا نَبِيَّ بَعْدِي کے جملہ سے آپ کسی طرح بھی اجراء نبوت کا معنی نہیں لے سکتے۔ اسی آیت کو خاتم النبیین کا مفہوم انقطاع نبوت

کے معنی میں قبول کرنا پڑے گا۔

میرزائی۔ مجھے اس کا ثبوت درکار ہے۔

حضرت امیر۔ میرزا صاحب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں :-

ولكن رسول الله وخاتم النبيين - لا تعلم ان نبي الله صلى الله عليه وسلم الرب الرحيم التفضل سمى كوفيه كسب استثناء خاتم نبينا صلى الله عليه وسلم - الانبياء قرار دیا ہے اور ہمارے خاتم الانبياء بخیر استثناء نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفسرہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میرے بعد بیان واضح للطالبین کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین (حمامۃ البشریٰ) مصنفہ میرزا غلام احمد قادیانی۔ ہے۔

میرزائی۔ میں اس پر غور کروں گا۔ اور کل صبح ۱۰ بجے حاضر ہو کر اپنے شکوک دور کرنے کی سعی کروں گا۔

میرزائی گروہ کی آمد۔ دوسرے روز صبح ۱۰ بجے میرزائیوں کا ایک طائفہ

دو المیال نامی گاؤں سے وارد ہوا۔ نئے میرزائی راجہ صاحب اس ملک کے ساتھ نمودار ہوئے۔ میرزائیوں نے اپنے سڑوں پر کتابوں کے گھڑاٹھکائے ہوئے تھے۔ تین چار میرزائیوں کی سُرخیں و اڑھیاں لال جھنڈی کا کام دے رہی تھیں۔ گویا ایمان والوں کو میرزائی فتنہ سے خبردار کر رہی تھیں۔ اور اپنی جنبش سے مسلمانوں کو اس فتنہ سے مجتنب رہنے کی ہدایت کر رہی تھیں۔ آخر کار امیر حزب الانصار کی قیام گاہ کے متصل مسجد خواجگان میں میرزائیوں نے ڈیرہ لگایا۔ انہیں علم نہ تھا کہ مقابلہ کس سے ہے۔ حضرت امیر کی آمد پر میرزائیوں کے سر پر آوردہ آئے آپ سے آپ کا نام و پتہ پوچھا۔ ظہور احمد کا لفظ سنتے ہی تمام میرزائی مہرہت ہو گئے۔ اور محرت سے

جو امیر حزب الانصار کے سامنے چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور بار بار گفتگو میں دخل دینے کے عادی تھے امیر حزب الانصار سے مخاطب ہوئے۔ ان کی سرخ داڑھی کی جنبش عجیب منظر پیش کر رہی تھی۔ چونکہ سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہوئے تھے لہذا بات کرتے وقت ہونٹوں کو بند رکھنے کی ناکام سعی کرتے تھے سر ملا کر فرمانے لگے

مولوی صاحب۔ قرآن کی رو سے ابھی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں حضرت امیر۔ کیا آپ راجہ صاحب کی نمائندگی دو کالت کریں گے؟

میرزائی مولوی۔ (ٹھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد) نہیں..... حضرت امیر۔ پھر کون صاحب گفتگو کریں گے۔

راجہ صاحب نے میرزائی مولوی عا کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضرت امیر نے مولوی عا صاحب کو چار پائی پر سامنے بیٹھنے کی دعوت دی۔ عا صاحب اچھل کر تکیہ پر بیٹھ گئے۔ ان کی ہیئت کذائی دیکھ کر حاضرین حیران رہ گئے۔ سیاہ رنگ پر سیاہ رنگ کی ٹوپی۔ آنکھیں اندر کو دھسی ہوئیں۔ ریش مبارک کو قطع اس وضع سے کرایا گیا تھا کہ ٹھوڑی جو آگے کو اس انداز سے بڑھی ہوئی تھی کہ جب منہ اوپر کو اٹھاتے تھے تو رخسار اور دہن مبارک اُدھل ہو جاتا تھا۔ گول گول چھوٹی آنکھیں ابروؤں کے نیچے بہ شکل نظر آتی تھیں۔ اس شان کے ساتھ یہ میرزائی مولوی عا صاحب ٹانگیں پھیلا کر تکیہ پر بیٹھ گئے۔

حضرت امیر۔ مولوی صاحب! آپ کو علم ہوگا کہ کل راجہ صاحب وعدہ کر کے گئے تھے کہ لا نبی بعدی سے اجر نبوت کا کوئی مفہوم پیدا ہوتا ہو تو اس کو اگر بیان کروں گا اور چونکہ اس وقت آپ ان کی طرف سے وکیل ہیں لہذا فرمائیے! کیا لا نبی بعدی سے اجر نبوت ثابت کر سکتے ہیں؟

ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ سب پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی۔ آخر کار امیر حزب الانصار نے میرزائی راجہ صاحب سے پوچھا:-
حضرت امیر۔ راجہ صاحب امید ہے کہ آپ کی تسلی ہوگئی ہوگئی ہوگی اور آپ قبول حق کے لئے تشریف لائے ہوں گے۔

میرزائی۔ چونکہ میں عالم نہیں ہوں۔ اس لئے احمدی علماء کو دو المیال سے بلا کر لایا ہوں میری طرف سے ایک عالم آپ کے ساتھ گفتگو کریں گے۔ تاکہ میں ان کی گفتگو سے حق و باطل کا امتیاز کر سکوں۔

حضرت امیر۔ آپ کی سعی قابل تحسین ہے مگر ایک امر قابل دریافت ہے۔ جب آپ نے اہل سنت کے مذہب کو ترک کیا تھا اور میرزا ایت قبول کی تھی۔ اس وقت بھی آپ نے اپنے کسی سنی عالم کو بلا کر میرزا ائیوں سے حق و باطل کا تصفیہ کیا تھا۔

میرزائی۔ نہیں اس وقت میں نے خود ہی میرزا ایت کی حقانیت قبول کر لی تھی۔

حضرت امیر۔ جب آپ میں اس وقت حق و باطل کے امتیاز کی قوت موجود تھی تو وہ قوت آج کیسے سلب ہو گئی۔ اب میرزائی مولوی لانے کی کیا ضرورت لاحق ہوئی۔

میرزائی۔ میں جاہل ہوں آپ عالم ہیں اس لئے عالم سے عالم ہی گفتگو کر سکتا ہے۔

حضرت امیر۔ کاش آپ نے یہی جواب اس وقت اس میرزائی مولوی کو بھی دیا ہوتا جس نے آپ کے دل میں میرزا ایت کا بیج بو لیا تھا۔ اب جب ہم نے سمجھانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے جہل کو محسوس کیا۔

میرزائی۔ بہر حال آپ ہمارے مولوی صاحب سے گفتگو کیجئے

صلی اللہ علیہ وسلم نے لابی بعدی اس کی تفسیر میں فرمایا ہے ؟

حضرت امیر - ہاں ... میرزائی مولوی صاحب آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکیں گے ... حضرت امیر کیا میرزا صاحب پر آپ کا ایمان ہے جو کچھ کہیں گے مانو گے ؟

میرزائی مولوی صاحب کو اپنا مقتدا مانتے ہیں جو کچھ فرمادیں ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت امیر - میرزا صاحب حماتہ البشری پر لکھتے ہیں وفسرہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لابی بعدی۔

میرزائی مولوی صاحب (مبہوت ہو کر) خاتم النبیین کے اور کئی معنی ہیں لہذا ہمیں یہ تسلیم نہیں۔

حضرت امیر - چونکہ آپ کے مولیٰ راجہ صاحب کل مان چکے ہیں اور آپ بھی میرزا صاحب کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے ہیں اور آپ راجہ صاحب کی طرف سے وکیل ہونے کی حیثیت سے بھی گفتگو کر رہے ہیں لہذا آپ کو مولیٰ کے مدعا کے مطابق بحث کرنی پڑے گی۔ نیز جب تک آپ میرزا صاحب کو کاذب اور غلط حوالہ دینے والا تسلیم نہ کریں آپ اس حوالہ کو غلط نہیں کر سکتے۔

میرزائی مولوی صاحب میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں اس کا قول معتبر نہیں ہے

حضرت امیر - (راجہ صاحب کی طرف متوجہ ہو کر) راجہ صاحب کیا مولوی صاحب کو آپ نے وکیل نہیں بنایا۔ کیا آپ نے کل یہ نہیں مانا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ کی تفسیر قول لابی بعدی (میرے بعد نبی کوئی نہیں ہے) کے ساتھ کی ہے ؟

راجہ صاحب - میں چونکہ جاہل ہوں۔ اور آپ عالم ہیں۔ میں آپ کے ساتھ اچھی طرح گفتگو کرنے سے قاصر ہوں اس لئے میں مولوی صاحب کو نمائندہ اور وکیل کی حیثیت میں لایا ہوں۔ تاکہ میری طرف سے سوال و جواب کریں اور میں نے کل تسلیم کیا تھا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آیت مذکورہ کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لابی بعدی کی ہے تو پھر اس کا معنی یہی ہوگا کہ بعینہ میرے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا۔ اب رہی اس کی تحقیق کہ ہے یا نہیں مولوی صاحب فیصلہ کریں گے۔

حضرت امیر - یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفسیر فرمائی ہے وہ صحیح ہے (لیکن آپ کا شک و جہد میں ہے۔ تو اس کے جواب میں میں نے کل ہی میرزا صاحب کی عبارت پیش کر دی تھی۔

اتنے میں مولوی صاحب گریبان سکوت سے سسٹھا کر کہنے لگے کہ میرزا صاحب کی کتاب میں یہ درج نہیں ہے اگر ہے تو دکھاؤ۔

حضرت امیر - آپ انکار کر دیجئے کہ میرزا صاحب نے نہیں لکھا تو ابھی دکھانے کے لئے تیار ہوں۔

اتنے میں مولانا غلام ربانی صاحب فرمانے لگے کہ چند دن ہوئے ہیں کہ ان کے دو مبلغ قادیان سے موضع دوالمیال میں آئے تھے جن کے مقابلہ میں میں نے وہاں جا کر یہی عبارت پیش کر کے چیلنج دیا تھا کہ اگر میرزائی ثابت کر دیں کہ یہ عبارت میرزا صاحب نے حماتہ البشری میں نہیں لکھی تو ابھی ہزار روپیہ انعام دوں گا وہ انعام اب بھی بر حال ہے اب بھی اگر کوئی

لے دیکھے، یہ ہیں عالم مولوی صاحب فاضل قادیان۔ (جو کہ حقائق و معارف سے پُر اور فصاحت و بلاغت کا منبع ہے) کلام اللہ کی صحیح تفسیر کرنے والے جو کہ اس عام مروج لفظ کو صحیح طور پر نہیں سمجھے کہ کیا کبسرہ ہا ہے یا کہ بالفح - یہ اس کلام پاک کو کیا خاک سمجھیں گے اور عربی زبان کی خدمت کیا کریں گے۔ ؟

ثابت کر دے تو ابھی بھری مجلس کے سامنے ہزار روپیہ بطور انعام پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت امیر نے بھی تائید فرماتے ہوئے کہا کہ ایک تو تھا کہ سے الزام بھی دُور ہو جائے گا اور ساتھ ہی زکیر بھی مل جائے گا۔ ۶ ہم خرم و ہم ثواب۔

میرزائی مولویؒ۔ (اجواب ہو کر پریشانی کی حالت میں) ہم انکار نہیں کرتے۔

حضرت امیرؒ۔ تو پھر مان لو۔

میرزائی مولویؒ۔ ہمیں علم نہیں۔

حضرت امیرؒ۔ تو پھر قسم اٹھاؤ کہ ہمیں علم نہیں۔

میرزائی مولویؒ۔ ہم حلف اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

حضرت امیرؒ۔ اچھا لاؤ کتاب حمامۃ البشریٰ!

میرزائی مولویؒ۔ ہمارے پاس نہیں ہے۔

حضرت امیرؒ۔ (میرزائیوں کی کتابوں کی طرف اشارہ فرما کر) وہ گھڑ کتابوں کا کسر لئے اٹھا لائے ہو۔ جب تمہیں

معلوم تھا کہ حمامۃ البشریٰ والا کائنات کا نام ہے، تو

ساتھ کیوں نہیں لائے۔ یا تو مان لو کہ حوالہ صحیح ہے

اگر نہیں مانتے تو اپنی لاعلمی کی قسم اٹھاؤ! کہ ہمیں علم

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

نہیں اگر قسم بھی نہیں اٹھاتے تو کتاب لاؤ۔

میرزائی مولویؒ (خاموش و لا جواب)

میرزائی مولویؒ ہم تو آئے تھے کہ آپ خاتم النبیین کے دوسرے معنوں پر تبصرہ فرمائیں گے۔

حضرت امیرؒ۔ چلو کسی دنیا بھر کی حدیث کی کتاب میں سے

لا نبی بعدی کے مفہوم کے خلاف کوئی معنی دکھا دو

ہا تو ابراہان کلم ان کلمۃ صادقین

میرزائیوں پر عالم سکتہ طاری ہو گیا فحجت الذی کفر

میرزائیوں پر کامل تین منٹ سکوت کا عالم طاری رہا۔ اور راہ فر

مسدود پاکر پریشان تھے۔ اتنے میں ڈالال کے نوجوان وہیم طبقہ

کے اشخاص نے میرزائیوں کو بحث پر دلائل پیش کرنے کے لئے غیرت

دلائی اور بعض نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ آج تک تم ہمیں

دھوکہ دیتے رہے اور ہمیں گمراہ کرتے رہے۔ آج تمہیں سانپ

سونگھ گیا ہے اور خاتم النبیین کے لفظ سے اجراء نبوت ثابت

کرنے سے قاصر رہ گئے ہو۔

اتنے میں ڈالال کے میرزائی راجہ صاحب کھڑے ہو کر

اور انہوں نے حضرت امیرؒ سے مخاطب ہو کر کہا کہ "ہمیں بحث گفتگو

کی ضرورت نہیں ہمیں یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے مجھے

اگر تسلی کی ضرورت ہوئی تو میں بھیرہ میں حاضر ہو کر بھی اپنی تسلی

کروں گا۔ اب معاملہ ختم سمجھا جائے۔

حضرت امیرؒ۔ اگر تم گفتگو کرنا نہیں چاہتے تو پھر جاسکتے ہو۔

چنانچہ سر پر گھڑ کتابوں کے اٹھائے نہایت ہی ذلت

و شرمندگی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا الیہ ۵

نور حق ظاہر ہوا چہر آفتاب۔ شہرہ باطل چھپی اندر حجاب

نکلتا غدے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

ضروری اطلاع

قارئین کرام جنگ کی وجہ سے مشکلات طباعت سے بخوبی واقف ہیں کاتب کی گرانی و نایابی کے باوجود

آئندہ رسالہ کا حجم ۴ صفحات کی بجائے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہوگا۔ اور قیمت عام کی بجائے تین روپے

کردی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ صفحات کے مقابلہ میں قیمت کا اضافہ معمولی ہے آئندہ عوام چند سالانہ تین روپے ارسال کیا کریں۔ (یوسف الاسلام)

وسط ہند اور جنوبی ہند میں جدید فتنہ

الحاد و بد دینی کے پاگل خانہ میں ایک دلچسپ اضافہ

(۲)

(سلسلہ اشاعت ماہ جولائی ۱۹۷۲ء)

(از جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈووکیٹ چھانوی نہرو)

ترقی پسندی اس کے سوا ہو ہی کیا سکتی ہے کہ لفظوں کا پرانا مفہوم جو صدیوں سے بالاتفاق مانا جا رہا ہو اس کو اب اپنی نشاۃ کے مطابق بدلتے چلے جائیں۔ چنانچہ ”امی“ کے معنی یہ کئے گئے ”وہ شخص جس نے مذہب کی تعلیم کسی استاد سے حاصل نہ کی ہو“۔ یعنی اگر مذہب کی قید سے ہٹ کر اس تعریف کو چاہنا جائے تو وہ قطعی اُمّی ہے جس نے موٹر کا صرف ڈھانچا دیکھا ہو، نہ چلانا جانے، نہ ٹائر میں ہوا بھرنے، نہ پمپ کو پہچانے نہ پٹرول اور فاسل میں فرق کر سکے مگر زبردستی موٹر انجنیئروں سے منہ مارتا ہے، اور سینہ زوری سے میکا کی انجینئری میں اجتہاد بگھارنے لگے، چاہے دنیا اس کی جہالت پر ہنستی رہے یا چھیڑتی رہے مگر وہ اپنی بے وقوفی کو سائنس کا نعم البدل محض اس واسطے سمجھ رہے کہ اس کے صاف کا شملہ ٹخنوں تک پہنچتا رہا کرتا ہے۔ یا وہ شخص اُمّی ہے جو تربوز پر بیٹھ کر اعلان کر دے کہ وہ انڈا دے رہا ہے۔ جب اس قسم کے لوگ مل جائیں تو قادیانی علم کلام کے مطابق ان کے ”امّی محض“ ہونے میں شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ استعارہ کے رنگ میں ”مبتلا ہے اور کچھ دن گزر جانے کے بعد عنقریب مسیح معکوس بن کر کھڑا ہو جائے گا۔

الغرض مرزا جی کے بعد تقریباً تیرہ چودہ ”بنی“ صرف پندرہ سال کے اندر ٹپک پڑے۔ ان میں سے ایک وکیل صاحب بھی تھے جن کا نام ناجی یا محمد تھا۔ والد بڑے لطف کے آدمی

علی محمد باب کی وفات کے بعد آٹھ سال کے اندر ہی گیارہ اور مدعیان مہدویت بابوں میں ظاہر ہو چکے تھے۔ چنانچہ جتوں کے ایک صاحب چراغ دین نامی نبوت کا عفریت بن کر کھڑے ہو گئے اور مرزا جی نے لاکھ چاہا کہ انہیں کسی طرح شیشی میں اتاریں یا کم از کم انہیں کسی جگہ سے ”دِسغن“ نہ ملنے پائے مگر وہ بھی ایک بلا تھی، اپنی ہانکنا رہا، حتیٰ کہ مرزا جی کو مجبوراً ایک تصنیف کثیف کے ذریعہ جس کا نام ”دافع البلاء“ رکھا گیا تھا، اس کی حقیقت کھولنی پڑی۔ گویا یوں خیال فرمائیے کہ مسیح موعود نے وہاں کو اس طرح ”استعارہ کے رنگ میں“ کبفر کردار کو پہنچا دیا۔ اب مصیبت یہ آن پڑی کہ ہر شخص جو مرزا جی کے بعد مدعی بناوہ برابر اس قسم کے ”استعارات“ کا شکار بنتا چلا گیا اور اپنا التوسیدھا کرنے کے لئے اس نے تمام قرآن کو اپنی تفسیر و تاویل کا محتاج قرار دیا۔ جہاں ابہام دیکھا وہیں حسبِ منشاء تاویل کر دی اور ایسے ایسے پڑتیج مطالب بیان کئے کہ پنجاب کے بعض سادہ لوحوں کو یقین ہو گیا کہ اگر یہ حضرت نہ ہوتے تو بھلا قرآن مجید کیا کسی کے پتے پڑنے والا تھا۔ ترقی کا زمانہ، بے روزگاری کا عالم اور اس طرف مسلمانوں کی مذہبی عقیدت مسلم، قلم اٹھایا یا زبان تالو سے لگائی، جو طبیعت چاہی لکھا اور کہا۔ مرزا یہ کہ مرزا جی بھی مختاری کے امتحان میں جو گل ہوئے تو خود کو اُمّی کہنے لگے اور تصنیف و تالیف بھی جاری رہی۔ اشتہارات بھی جاری رہے۔

تھے، دیکھنے کا اتفاق تو نہیں ہوا، مگر ایک بات یاد رہ گئی
مرزا جی پر جو ”استعارہ“ کا غلبہ ہوا تھا، تو آپ دیکھ ہی
چکے ہیں کہ انہوں نے اپنی ماں خود بن کر دم لیا تھا، مگر یہ ان
سے بھی زیادہ ڈھیٹ نکلے۔ دنیا جانتی ہے کہ مرزا جی محمدی
بیگم صاحبہ کو الہامی حید سے جلالہ عقد میں لانے کی فکر میں
لگے رہتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ:-
”مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فنا کرنے اور
پیدا کرنے کی طاقت دی گئی ہے“ لہ
ہزاروں لعنتیں کرنے کے باوجود بھی ”ناقض العقل“
بیگم کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ مگر مرزا جی کے بعد جو
”استعارہ“ کا ایک دورہ لیڈان مرزائیت پر پڑا ہے
تو یہ وکیل صاحب جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اٹھے کہ
وہ خود محمدی بیگم ہیں اور یہ کہ ان کا نکاح ”مسیح موعود“ کے
ساتھ آسمان پر پڑھایا جا چکا ہے!..... اب بتائیے!
کیا فرماتے ہیں مولوی ثناء اللہ صاحب اترسری۔ اور مزید
کیا فرمائیں گے یا ترجمہ کے اس کشف کی بابت جس میں اس نے
خدا تعالیٰ کو مزید مرزا جی کے ساتھ خلافت وضع فطرت فعل
کرتے دیکھا تھا! اسے
اور چلے، کچھ روز بعد ایک عبد اللہ تیما پوری۔
(حیدر آباد کن) کی خاک سے اُٹھے، تو اللہ میاں نے ان کا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ”یا ایتھا النبئی تیما پور میں رہیو“
ورنہ اگر ان کو جانے دیا جاتا تو اور کہیں نہیں تو کم از کم قصر
مرزائیت میں نہ معلوم کیا کیا زلزلے لا ڈالتے۔ ان حضرت
نے ”انجیل قدسی“ نامی ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے
جس میں بہت سی آیات قرآنی کی تفسیر بالکل کوک شاستری
تجیل کے ماتحت کی ہے اور بجائے مرزائیت کی خدمت کرنے

کے وام مارگ اور چولی مارگ فرقوں کی تعلیم کو خوب مزے لے
لے کر پیش کیا ہے، یہاں تک کہ مامورین اللہ کی قوت شہوتیہ
اس کی مدھی اور ماسک کی کیفیت خدائی برکات میں سے
گنوائی ہیں۔ اور ۱۲ روپیہ سینکڑہ تک سود کا جواز، عورتوں
کی بے پردگی، اور رمضان میں صرف تین روزوں کی فرضیت
قائم رکھی ہے، باقی سب خیریت ہے!..... پھر آئے ایک
سید عابد علی سیالکوٹی جنہوں نے مرزا جی کے فتوے ”کفر کو
جو انہوں نے ذریتہ البغایہ“ یعنی اہل اسلام کے خلاف دیا تھا
قطعی منسوخ قرار دے دیا۔ اور خود اپنی لڑکی ایک غیر میزائی
مسلمان کے عقد میں ارزاں فرمادی۔ پھر نمودار ہو گئے ایک
عبد الطیف گنا چوری جنہوں نے اپنا آسمانی نام محمد بن عبد موعود
ظاہر کیا اور اپنا روحانی نسب نامہ براہ راست سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے جا ملایا۔ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ اٹھوک مارا۔
اور مرزا جی کے خلاف اعلان کیا کہ مسیح موعود اور مہدی موعود
اصل میں دو جدا گانہ شخصیتیں ہیں۔ مرزا مسیح موعود تھے، وہ
ہرگز مہدی موعود نہیں ہو سکتے! پھر نکل پڑے ایک اور صاحب
سنہرے بال صانع سیالکوٹ سے ان کا نام احمد سعید تھا، انہیں
ایک دفعہ حضرت مریمؑ نظر آئیں تو یہ بہت روئے اور اس
قدر روئے کہ میاں کی ہچکی بندھ گئی۔ حضرت مریمؑ نے جب
یہ حال راز ان کا دیکھا تو انہیں ”بچہ نہ رو“ کہہ کر تسکین دی
دلاسا دیا۔ یہ قصہ اس نے بیان فرمادیا اترسریں تو بازار کے
نونڈوں نے اسے خوب چھیڑا۔ جہاں کہیں نکلتا لڑکے پتھراتے
اور آواز لگاتے ”بچہ نہ رو۔ بچہ نہ رو“ اس واقعہ کے بعد
مسلمانوں کو ”ولدا زنا“ کہنے لگا۔ گلے میں گلٹی تھی، اسے ہر
نبوت کہا کرتا تھا کہ بل تشریف نہیں لے گئے ورنہ کچھ اور ہی
بات پیدا ہو جاتی، یہیں بیٹھے بیٹھے بڑ بڑاتے رہے۔ ان کا نام
احمد نور محمدی ان کلمہ لا الہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ

چھپے پڑ گیا کہ آپ تو نبی بن جائیے۔ اس نے ”اللہ میاں“ کو بہت سمجھایا، منت سماجت کی کہ میں ”امی“ ہوں یہ بار میرے بس کا نہیں ہے، مگر ایک نہ چلی، وہ ٹھہرے ”اللہ میاں“ انہوں نے ایک آواز پھر دلوادی ”یا ایہا الصدیق یوسف انی معک“ آخر کار ”تاریخ نبوت“ ان کے سر پر زبردستی رکھ دیا گیا۔ ناچار نبی بن کر رہا اور پھر کسی سمجھانے والے کی نہ چل سکی کیونکہ کھدیا گیا تھا کہ بڑے بڑے فرعون تیرے مقابلہ پر نہیں گئے تو ڈرنا بالکل مت۔ ہم فرشتوں سے تیری مدد کریں گے۔

سعدی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انہیں بھی شیطان ایک پیر نورانی کی شکل میں دکھائی دیا تو یہ بھی بہت ہی متاثر ہوئے اور پوچھا کہ پیر مرشد آپ جیسا موصوف یہ ہمہ صفات حسنہ بزرگ کتنا مطعون کیا گیا ہے۔ تو پیر نورانی نے فرمایا ”چرکنم قلم در کف دشمن است“ دیکھا آپ نے فرق مرزا جی اور ان کے پیروؤں اور جناب سعدی میں؟ ایک نظر میں بھانپ گئے کہ یہ شیطان ہے۔ نہ بھانپتے تو انہیں بھی وہ ایہا الصدیق کہنے ہی والا تھا اور خدا جانے کیا کیا کہتا، کیا کب بنا ڈالتا، مگر سعدی صاحب نے وہ کھڑا داول مارا ہے کہ اس کے ہوش اڑ گئے، دنگ رہ گیا اور غالباً توبہ کر لی ہوگی، کہ آئندہ سے کبھی اس پڑھے کے سامنے آئے گا۔

کچھ دنوں بعد ایک پٹواری نے جو منٹگری کارہنے والا تھا مشہور کیا کہ وہ ”ساجل“ یسعی“ ہے (اس لفظ کے معنی اور اس کی تفسیر سورہ یسین کے دوسرے رکوع میں ملاحظہ فرمائیے) اس نے مرزا جی کے بیک وقت ”ماں بیٹا“ ہونے کی ”مکذیب و تردید کی اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جزو یعنی محمد رسول اللہ کو شرک قرار دیا اور اس کے علاوہ بہت سے رسوم اور فرائض تک کو شرک میں داخل کر کے دم لیا۔ ان کے علاوہ اور بھی کچھ لوگ مدعی ہوئے مگر سوائے ایک ڈاکٹر محمد صدیق کے جواب جن بسویشویندار کے روپ میں ظاہر ہوئے کوئی قابل ذکر نہیں ہے۔ یہ شخص بھی مرزا جی کے نقش برداروں میں ہے

مگر چونکہ مرزا محمود کے مقابلہ میں اس کی کچھ چلنے نہ پائی اس لئے بر بنائے ”اختلاف عقائد“ اپنے پیر مرشد کے ادعائے نبوت کو صرف ”تاویل طلب“ کہہ کر لاہوری جماعت میں نام لکھا بیٹھا ہے۔ حالانکہ مرزا جی نے اپنے آپ کو رسول اللہ کا برز یا ادتار کہا ہے، بہت سے انبیاء سے خود کو افضل بتلایا کہ دنیا کو پیدا کرنے اور فنا کرنے کی طاقت کا مالک ظاہر کیا۔ قرآن کی غلطیاں نکالنے کے لئے اپنے نزول کا اعلان کیا کہ اسلام کو مکمل کرنے کا دعویٰ کیا کہ اپنی رسالت کو واضح الفاظ میں ظاہر کیا کہ کم و بیش چھپاسی دعویٰ اکٹھے کرنا جن میں سے ایک اپنے صاحب شریعت ہونے کا بھی ہے۔ مگر ان سب کے باوجود کیا کہا جائے کہ وہی ”استعارہ کارنگ“ کچھ اس طرح غالب آچکا ہے کہ سب کو ”تاویل طلب“ قرار دیکر خلق اللہ کو اُلٹو بنایا جا رہا ہے۔ اور یہی مرزا جی جن کا ایک دعویٰ ”معجون مرکب“ ہونے کا بھی تھا، ایک دفعہ اس دعویٰ نبوت سے توبہ بھی کر چکے تھے۔ یہ قصہ ۱۹۰۲ء کے ہے مگر پانچ سال بعد پھر جو دورہ پڑا ہے تو کیا رکسنے والا تھا، بالآخر مئی ۱۹۰۷ء کے ”اخبار عالم“ میں خم ٹھونک دیا کہ ”خدا کے فضل سے ہم نبی اور رسول ہیں“۔ اب لاہوری جماعت کے منہ لگے کون؟ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس عجات کی حقیقت مندی کچھ پوچھ قسم کی ہے ورنہ اتنے دعویٰ ہوتے ہوئے مرزا محمود کا ہم خیال نہ ہو جانا کچھ آسان کام نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جناب ”معجون مرکب“ صاحب نے کسی ڈبیہ میں سے ایک دفعہ چلا کر فرمایا کہ :-

”تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے

۱۷ معیار الاخیار ص ۱۷۱ ازالہ ادہام ص ۳۷

۱۸ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷ - ۱۸۵

۱۹ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، براہین ص ۵۵

۲۰ تحفہ گوشتیہ ص ۳۷ ازالہ ادہام ص ۳۰۳

اسلام سے پہلے بگڑ چکا تھا تو اصلاح عام کے لئے حضور علیہ السلام مجدد اعظم بن کر آئے اور وحشیوں کو ایسا بنا دیا کہ بکریوں کی طرح ذبح ہونے لگے مگر اسلام نہ چھوڑا۔^۱ پھر ایک دفعہ فرمایا کہ :-

”نبی کریم کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ بھی پایا ہے اور نہ صرف نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کماٹا کو غلطی طور پر حامل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا ہے“^۲

کیسی رہی؟ — نبی کریمؐ ”مجدد اعظم“ اور یہ حضرت ایک ہی سانس میں شاگرد نبی، محدث، پھر درجہ نبوت پر فائز، اور پھر جو حجت لگائی ہے تو بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔^۳ کہئے۔ ہو گئے دونوں ایک؟ فرق صرف لفظوں کا ہے یعنی نبی کو تو مجدد ہے اور مجدد کو تو بعض نبیوں سے بھی آگے ہے۔

الغرض یہ بنیادی یعنی ’چن بشو لیسور و نیدار‘ لاہوری جماعت کا ایک مہرہ ہے جو ہندوستان کی بساط شطرنج پر چلا جا رہا ہے اور کہتا ہے کہ ”ہم کسی بات میں عام مسلمانوں سے الگ نہیں ہیں“^۴ شے ”میں مسلمانوں کا بھائی ہوں“^۵ ”ہم گمان لوگ مر جائیں گے جنہوں نے اس فقیر کی نسبت یہ گمان کر رکھا ہے کہ یہ مہدی کا دعویٰ دار ہے یا مسیح کا۔ ایسے لوگ اپنی بدگمانی میں دنیا سے گزر جائیں۔ اور جو باقی رہ جائیں گے وہ دیکھیں گے یہ فقیر نہ مہدی کا دعویٰ کوئے گا اور نہ مسیح کا اور نہ امام المسلمین کا اور نہ خلیفۃ المسلمین کا۔“^۶

۱۔ نیکو سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۱۹ء منقول از اردو جلد سوم ص ۱۷۵
۲۔ حقیقۃ النبۃ ص ۲۱ شہادۃ اسلام منصفہ صدیقی چن بشو لیسور
۳۔ ایضاً ص ۲۱ ایضاً ص

کہ ان کے معنی ظاہر عبارت کے رو سے کئے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے، جب تک کوئی قرینہ صارف پیدا نہ ہو اور بغیر قرینہ قویہ صارف ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کئے جائیں۔^۷ اور ایک مرتبہ پھر مکرر فرمایا :-

”یہ معنی نصوص صریحہ مبیینہ قرآن میں سے ٹھہر گئے جن سے انحراف کرنا الحاد ہوگا، کیونکہ مسلم ہے کہ نصوص کو ان سے بکرا دیا ہر پر ہی محمول کیا جاتا“^۸ شے

بس اسی چیز کو پکڑ کر مزاجی کے غیر لاہوری تا بعد اجماع پڑے اور اگرچہ قرآن و حدیث میں تاویلات کا مبدان ان کے نزدیک بے حدود وسیع ہے، مگر انہوں نے پیر مرشد کے اقوال کو صرف ظواہر تک محدود کر دیا اور اس کے خلاف سمجھنے کی جسارت کو ”الحاد“ قرار دے دیا۔ حالانکہ خود ”مجبور مرکب“ صاحب نے جو اصول تاویل قائم کیا تھا اس کے خلاف انہوں نے ایسے ایسے رنگ پلٹے کہ تمام پاگل خانہ تو متحیر تھا ہی مگر خود ان کے تابعداروں نے ان کے قول و فعل میں بظاہر فرق کرنے کی کوشش کی اور دو مختلف گروہ بن گئے قول کا قائل قادیان بنا اور فعل کی پیروی لاہور نے کی۔ مگر دوسرا اگر دعویٰ کیا جائے تو یہ صرف ڈھکوسلہ بازی ہے۔ ورنہ بجز اس کے کہ لاہوری جماعت عام مسلمانوں کو بظاہر کافر نہیں مانتی اور ان سے معاشرتی تعلقات کو برابھی نہیں ظاہر کرتی اصول میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔ ایک دفعہ مزاجی نے سیالکوٹ میں لکچر دیا تھا اس میں فرما گئے ہیں کہ :-

”ہندو مذہب میں بھی بت پرستی نہ تھی اور خدا کو اپنی صفات کے اظہار میں مادہ کا متعلق نہیں جانتے تھے، مگر یہ بھی عیسائیت کی طرح

خیرا... تو ٹھیک ہے۔ مگر پھر کرے گا کیا؟ —
لکھتا ہے :-

”اے جماعت احمدیہ تمہاری جدوجہد کا لوہا مانا گیا ہے۔ دکن میں میرے ساتھ مل کر کام کرو، اختلاف چھوڑ دو، بیچ اقوام کو کشش لوگوں کی غلامی سے چھڑاؤ اور مسلمانوں کو کافر کرنے کی بجائے کافروں کو مسلمان کرو“ —
ایک جگہ اور لکھتا ہے :-

”اس اتحاد کا ذریعہ میرے خیال میں پورے ہندوستان کو مسلمان کرنے میں ہے اس چارٹا عمل میں جس کا مصالحہ صرف ہمارے پاس ہے تمام فرقوں کا تباہ ہو جائے گا۔ ہندوستان ہمیشہ کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا اولیاء اللہ کی حکومت ہوگی۔ فتنہ کی جڑ کاٹ جائے گی“ —

اس دعوت کو خود اسی کے قول کے مطابق دونوں جماعتوں نے منظور کر لیا ہے اور اب وہ پورے زور کے ساتھ اپنی نفیری بجاتا ہوا ”مسلمانوں کا بھائی بن کر“ آیت وحدیث پڑھ پڑھ کر خدا جانے کیا سمجھا رہا ہے۔ لوگ ابھی اسے برابر سمجھے نہیں ہیں مگر کئی جگہ اس کے گڑگے بازاری دوا فروشوں کی طرح خطبہ ہمدارت بھناتے ہیں اور اپنے ”تباہ“ کی دکان سے مسلمانوں کی منتشر جماعت کو اور پریشان کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تاہم یہ سب کھیل ماری کے تماشہ کی طرح دیر پا نہیں ٹھہرتا۔ جگہ جگہ پڑھے لکھے لوگ جاگ اٹھتے ہیں اور ان کی بیداری کے بعد کسی کی جبتی نہیں ہے۔ البتہ ”عوام کا لا نعام“ پر کسی قدر ان کا ظاہری تقدس، مونگیا ہمارا اور کھائی گرتے ہو اس نئے مدعی کے قول کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور عبادت و قبا کا رعب غالب آجاتا ہے۔ یوں بھی مسلمانوں میں اب رکھا ہی کیا ہے۔

شرعی کی چاٹ ایسی پڑ گئی ہے کہ جھوٹی داد طلبی کا شوق تمام نوجوانوں پر غالب ہے، بناوٹی نزاکت، مفروضہ علی لیاقت، بے جا زعم، لفاظی، ذوق نسائیت، ان سب چیزوں نے انہیں ”ادب لطیف“ میں مسخ کر دیا ہے۔ تقریر صرف لذت گوشِ سعادت کے لئے سنتے ہیں، یہ کوئی پردا نہیں کرتا کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے، سننے سمجھنے کے لئے کہہ رہا ہے یا یوں ہی بکواس بکواس کر رہا ہے، اور آیا جو کہا جا رہا ہے وہ مذہبی نقطہ نظر سے کچھ قابلِ تسلیم بھی ہے یا نہیں بس صرف پندار حسن، غرور عقل، اور وفور جہل کے مارے ہوئے ہیں۔ رہے ان پڑھ تو ان کا تو کہنا ہی کیا ہے، چاہیں تو اللہ کے واسطے رنڈی بچا دیں، ورنہ خود غمِ حسین میں ہند بن جائیں، گانے لگیں، باجے کے لئے ”شہید“ ہو جائیں بھینس کو برقعہ اڑھا دیجئے تو گاڑی میں بٹھا کر اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگیں، جلوس نکالیں — یہ بے چارے آفت کے مارے، اشتراکیت و اشتمالیت کے راج دلارے، سادہ لوحی کی آنکھوں کے تارے، ان کے بھڑے پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ سب کو ”قلم در کف دشمن است“ کی تعبیر سمجھ کر اپنی جان کو، اپنے ایمان کو بخت ”مولیٰ صاحب“ محفوظ خیال کرتے ہیں اور ہرج ہی کیا ہے پاگل خانہ ہی تو ٹھہرا! کوئی گھٹیا قسم کا پاگل ہے تو کوئی بڑھیا قسم کا، کوئی عبا و قبا سے معذب کوئی سوٹ بوٹ میں بے خبر، اب جسے کچھ ہوش ہو، اور اللہ توفیق دے تو وقت سے پہلے اس نئے فتنہ کو سمجھ لے ورنہ اگر تمام ہندوستان خدا نخواستہ ”مسلمان“ ہو گیا اور ”اولیاء اللہ“ کے قبضہ و تصرف میں آ گیا تو ایسی ”رہنت“ کھینچنی پڑے گی کہ مرنے کو ترستے رہوں گے۔

(باقی آئندہ)

مسلمانوں کے لئے ایک نیا فتنہ

رب المسلمین نہیں —

”اگر اسلام سچائی کا دوسرا نام ہے تو یہ سچائی ہر جگہ موجود ہے اور ایک ہی شے ہے“
فقط آپ کے مہمان

افسران تحریک باب المساوات ہند، بمبئی کمیٹی

راکھی دھرم داس (۲)، دیس راج (۳)، مان سنگھ (۴)،
گورچن سنگھ (۵)، پربھو داس (۶)، سنتوگ سنگھ (۷)، وشواناٹھ
(۸)، شیابرن - (مسلم بمبئی ۲۵ اگست)

مسلمان اس اعلان کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ اب معاملہ اس درجہ حد سے آگے بڑھ گیا ہے کہ مشرقی صاحب تو مشرقی صاحب ان کے یہ ہندو اور سکھ چیلے بھی اسلام اور قرآن کے نوامیس و تعلیمات کے ایسے بڑے بڑے زبردست مجتہد اور انیم بن گئے ہیں کہ بیک جنبش قلم وہ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا اسلام کیسا ہے، اتنا ہی نہیں، وہ تمام دنیا کے مذاہب پر محاکمہ بھی کر سکتے ہیں اور یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مذہب کیا چیز ہے، سچائی کسے کہتے ہیں اور وہ اسلام جو قرآن میں ہے اور جو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔ ان ہندو اور سکھ خاکساروں کا دعویٰ صرف یہی نہیں کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان یعنی ہم اوباب اور کروڑا مسلمان جو مشرقی پڑائیاں نہیں لائے ہیں، سب کے سب اسلام سے بہت دور ہیں بلکہ ہم اور آپ اسلام کے معنی بھی آج تک نہیں سمجھ سکے ہیں اور مشرقی کی تعلیم اور تربیت کے فیض سے یہ ہندو اور سکھ خاکسار

ابھی تک مسلمانوں کو اسی کی شکایت تھی کہ جناب عنایت اللہ صاحب مشرقی اور ان کے خاکسار حضرات ان لوگوں کو مسلمانوں کے اسلام کو فرقہ دارانہ اسلام“ مولویوں کا سکھامہوا اسلام اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر یہ دکھانے کو منتہی کرتے رہتے ہیں کہ سارے ہندوستان میں، بلکہ ساری دنیا میں قرآن اور اسلام کا سمجھنے والا اگر کوئی ہے تو وہ صرف ایک عنایت اللہ صاحب ہیں اور کچھ ان کے متبعین اور پیروں کے مگر عجبی سے جو خبریں آ رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ بہت زیادہ آگے بڑھ گیا ہے اور اب مشرقی خاکسار سمجھے ہوئے ”عالمگیر“ اسلام اور حقیقت میں رہ کر عام ہندو اور سکھ خاکسار بھی قرآن اور اسلام کے ایسے زبردست امام اور مجتہد بن گئے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے اسلام و کفر کا فیصلہ کر سکتے ہیں، اور اسلام کی حقیقت اور اس کے اصول و قوانین کے متعلق فیصلہ کن محاکمہ کر سکتے ہیں

روزنامہ مسلم بمبئی مورخہ ۲۵ اگست کے صفحہ ۲ کا لم ۵ میں چند ہندو اور سکھ خاکساروں نے مدیر انقلاب بمبئی کے نام ایک پیغام شائع کرایا ہے جس کا اقتباس یہ ہے:-

”۲۳ اگست کی اشاعت میں آپ نے ہندو خاکساروں کے خاکسار تحریک میں شامل ہونے سے جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ فی الحقیقت حقیقت سے اتنا ہی دور معلوم ہوتا ہے، جتنا کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان اسلام سے، آپ نے خاکسار تحریک کو سمجھنے میں غلطی کی ہے، آپ اسے مسلمانوں کی تحریک سمجھ رہے ہیں، حالانکہ ہم ہندو اور سکھ خاکسار اس تحریک کو اس خدا کی تحریک سمجھ کر شامل ہوئے ہیں جو رب العالمین ہے

اصل بنیادی مسئلہ

وہ سوال یہ ہے کہ خدا کے یہاں سے دنیا کے مختلف

حصول میں جو مذاہب وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں، آج بھی وہ اپنی اصلی صورت میں یعنی جس صورت میں وہ خدا کے یہاں سے آئے تھے اسی صورت میں موجود ہیں یا نہیں، اسی ایک آسان سے سوال کے جواب پر سارا فیصلہ ایک لمحہ میں ہو جاتا ہے۔

دنیا نے اسلام متفقہ طور پر بغیر کسی اختلاف کے یقیناً اور یقین رکھتی ہے کہ نزول قرآن اور بعثت محمدیہ کے وقت دنیا کے کسی حصہ میں کوئی آسمانی مذہب اپنی اصلی صورت میں باقی اور موجود نہیں رہا تھا، اور نہ آج موجود ہے۔ اسی لئے خاتم النبیین سرور دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ساتھ ساری دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ اگر دنیا کے موجودہ مذاہب اپنی اصلی صورت میں باقی ہوتے اور خدا کی بھیجی ہوئی سچائی دنیا کے اندر کسی جگہ بھی اپنی اصلی صورت میں موجود ہوتی تو یقیناً نہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ہوتی اور نہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری دنیا کے لئے ہوتی، پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خود اس کا ثبوت ہے کہ دنیا میں اس وقت جو مذاہب موجود تھے وہ خدا کے یہاں سے آنے والی صورت میں موجود نہ رہے تھے، اور آں حضرت کی بعثت کا عالمگیر اور ساری دنیا کے لئے ہونا اس کا ثبوت ہے کہ دنیا کے کسی حصہ اور کسی گوشہ میں کسی قوم و جماعت کے پاس خدا کا بھیجا ہوا کوئی مذہب اپنی اصلی آسمانی صورت میں موجود نہیں تھا، اگر کسی ایک قوم کے پاس بھی اصلی مذہب موجود ہوتا تو دعوت محمدیہ اس کے لئے نہ ہوتی۔

پس اسی مرحلہ پر مسلمانوں کا اور مشرقی صاحب کا معاملہ واضح اور صاف ہو جاتا ہے۔ مشرقی صاحب کو اور ان کے ان خاکساروں کو جو اپنے آپ کو عالمگیر اسلام اور سچے اسلام کا اجارہ دار قرار دے رہے ہیں، صاف الفاظ میں یہ واضح کر دینا چاہئے

اسلام کے صحیح معنی اور اصلی حقیقت کے ایسے زبردست عالم بن گئے ہیں کہ جس کو چاہیں دائرہ اسلام میں رکھیں اور جس کو چاہیں اس دائرہ سے نکال کر دُور پھینک دیں۔ وہ سچا اور اصلی اسلام کیا ہے یہ تو آپ نے ان ہندو اور سکھ مجاہدین اسلام سے سُن ہی لیا، یعنی یہ کہ اسلام سچائی کا نام ہے اور سچائی ہر جگہ موجود ہے، پس تمام مذاہب جو دنیا میں موجود ہیں سب سچے ہیں اور سب اسلام ہیں، ہندو دھرم بھی اسلام ہے، اور سکھ دھرم بھی اسلام ہے، اور قرآن جو مذہب لایا ہے وہ بھی اسلام ہے سب اسلام ہے، مشرقی اور ان کے خاکسار اسی اسلام کا نام عالمگیر اسلام رکھتے ہیں اور اسی لئے وہ عام مسلمانوں کے اسلام کو ”فرقہ دارانہ اسلام“ اور مولویوں کا سکھایا ہوا غلط اسلام کہتے ہیں، کیونکہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ اب اسلام صرف وہی مذہب و شریعت ہے جو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، اور جو قرآن میں موجود ہے۔

مشرقی صاحب فرماتے ہیں کہ ساری دنیا میں خدا کے پیغمبر آئے ہیں اور جو مذہب بھی لے کر آئے ہیں وہ سچا ہے ہم اور تمام مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ قرآن کے فرمان کے مطابق ہر ملک میں پیغمبر آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا کے تمام پیغمبر ایک ہی سچائی دنیا کے سامنے لاتے رہے ہیں۔ پس دنیا کے تمام آسمانی مذاہب حق اور سچے ہیں، یہاں تک ہم میں اور مشرقی صاحب میں کوئی اختلاف نہیں، اتنا ہی نہیں، ہم تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے تمام پیغمبروں پر اور اس کی بھیجی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان رکھیں۔ اس سے کس مسلمان کو اختلاف ہو سکتا ہے، اختلاف اس میں نہیں ہے کہ خدا کے یہاں سے آئے ہوئے مذاہب حق ہیں یا نہیں، کون مسلمان دنیا میں ایسا ہے جو خدا کے یہاں سے آئے ہوئے کسی مذہب کو حق کے سوا اور کچھ کہ سکے، سوال اصل صرف ایک ہے اور وہی ہے گمراہی اور فتنہ شروع ہو جاتا ہے۔

کہ ان کا ایمان اور عقیدہ اس بارے میں کیا ہے؟ یعنی صاف الفاظ میں یہ اعلان کریں کہ:-

قرآن اور شریعت محمدیہ کے علاوہ دنیا کے دوسرے مذاہب جو اس وقت اس زمانہ میں موجود ہیں وہ اسی صورت میں موجود ہیں جس صورت میں خدا کے یہاں سے آئے تھے یا قرآن کے پیش کئے ہوئے اسلام کے سوا دنیا کا اور کوئی دوسرا مذہب اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں۔

ہم مشرقی صاحب اور ان کے تمام خاکساروں کے علم و اطلاع کے لئے یہ کھلا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں قرآن کے پیش کردہ اسلام کے سوا اور کوئی دوسرا مذہب اس وقت اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں اور اسلام جو خدا کے یہاں سے آئے والی سچائی کا نام ہے، اور خدا کے بھیجے ہوئے تمام مذاہب میں مشترک تھی، اب اس وقت اس زمانہ میں قرآن کے سوا اپنی اصلی صورت میں کہیں بھی موجود نہیں اس لئے اس وقت اگر کسی کو اسلام کی تلاش ہے تو وہ اس کو قرآن اور شریعت محمدیہ کے سوا اور کسی مذہب، کسی دین اور کسی کتاب میں نہیں مل سکتا، اور یہی وجہ ہے کہ گو اسلام خدائی پیغام اور خدا کے بھیجے ہوئے ہر اس مذہب کا نام ہے جو مختلف زمانے میں مختلف ملکوں اور مختلف قوموں میں آتا رہا ہے۔ مگر بعثت محمدیہ کے زمانہ سے چونکہ خدا کا ہر سچا پیغام اور

اس کی بھیجی ہوئی ہر زمانہ میں آنے والی یہ سچائی قرآن اور شریعت محمدیہ کے سوا اور کہیں نہیں پائی جاتی ہے، اسی لئے اب اسلام دنیا میں صرف اسی مذہب کو کہا اور سمجھا جاتا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اب اسلام صرف وہی مذہب ہے جو قرآن اور شریعت محمدیہ میں ہے، اور جو لوگ اس کو فرقدارانہ اسلام کہتے ہیں اور اپنے آپ کو عالمگیر اسلام کا علمبردار اور اجارہ دار بتاتے ہیں، درحقیقت وہ قرآن کے سوا دنیا کے دوسرے مذاہب کو ان کی اپنی اصلی صورتوں میں مرد و نسلہ کرتے ہو، اور ارحمہم علما اور حقیقت خاتم النبیین

کی بعثت کو غیر ضروری اور ان کی دعوت کو غیر عالمگیر قرار دے رہے ہیں، کیونکہ جب دوسرے مذاہب بھی اس زمانہ میں اصلی صورت میں موجود ہیں، اور وہ سچائی کے حامل ہیں تو ظاہر ہے کہ ایسے مذہب والے قرآن کے دین اور محمد کی شریعت سے بالکل مستغنی ہیں، کیونکہ ان کے پاس خود خدائی سچائی موجود ہے اور چونکہ خدائی سچائی تمام مذاہب میں ایک ہے، اس لئے ایک مذہب جب اپنی اصلی صورت میں ان کے پاس موجود ہے تو ان کو دوسرے مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ اس وقت دنیا میں صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اپنی اصلی صورت میں موجود ہے، اس لئے اب خدا کی سچائی اور اسلام صرف قرآن ہی میں مل سکتی ہے۔ اور اس کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اور اسی لئے اب ساری دنیا کا فرض ہے کہ وہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے لئے ہوئے قرآن اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے، بعثت محمدیہ اور نزول قرآن کے بعد انسان کی نجات اخروی کی اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں، کیوں کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تمام نوع انسان کے لئے ہے۔ ساری دنیا کے لئے ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اور بعثت محمدیہ اور نزول قرآن کے بعد جو کوئی انسان بھی اس قرآن کے پیش کئے ہوئے اسلام اور خاتم النبیین کے لئے ہوئے دین و شریعت کے سوا اور کسی مذہب و دین پر قائم رہے گا، اور قرآنی دین و شریعت کو قبول نہیں کرے گا وہ خدا کے بارگاہ میں ہرگز ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ قرآنی دین و شریعت کے سوا اور کوئی مذہب بھی اس وقت اپنی اصلی صورت میں موجود اور باقی نہیں ہے۔

اگر مشرقی صاحب اور ان کے خاکسار بھی اس اہم اور اصولی عقیدہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں تو پھر ان کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں کہ اسلام جس سچائی کا نام ہے وہ سچائی ہر جگہ موجود یا تمام مذاہب خدا کے بارے سے آئے ہر ایک مذاہب کا

لے کر آئے ہیں اور سب سچے ہیں، کیونکہ جب دوسرے مذاہب آج اپنی اصلی صورت میں موجود ہی نہیں تو ہم ان کی سچائی کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ جب تک وہ اپنی اصلی صورت میں باقی تھے وہ سچائی کے حامل تھے اور انسان کی نجات اخروی اور فلاح دنیوی کے لئے کافی تھے۔ مگر چونکہ اب قرآن کے سوا اور کوئی آسمانی صحیفہ اور کوئی آسمانی مذہب اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں، اس لئے دنیا مجبور ہے کہ اگر اس کو سچائی کی تلاش ہے تو وہ قرآن مجید کی پناہ میں آئے، اور خاتم النبیین کے دین و شریعت کو اختیار کرے، اس کے سوا اور کوئی دوسری راہ موجود نہیں۔

اگر مشرقی صاحب اور ان کے خاکساروں کا یقین دایاں ہے کہ قرآن کے علاوہ دنیا کے اور دوسرے مذاہب بھی اپنی اصلی صورت میں موجود ہیں جیسا کہ ان کے اس قسم کے مسلسل اعلان سے ظاہر ہے، تو پھر مسلمانوں کا راستہ اور مشرقی صاحب اور ان کے خاکساروں کا راستہ بالکل الگ ہو جاتا ہے، بلکہ مشرقی صاحب کا اسلام اور ان کا بنیادی عقیدہ دایاں ہی مسلمانوں کے اسلام اور عقیدہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ دنیا کے دوسرے مذاہب کو اس وقت ان کی اصلی صورتوں میں موجود تسلیم کرتے ہیں تو پھر وہ حقیقتاً نہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت کے قائل ہو سکتے ہیں اور نہ وہ خاتم النبیین کی دعوت کو تمام نوع انسان کے لئے قرار دے سکتے ہیں، کیونکہ جب ان کے نزدیک دنیا کے دوسرے مذاہب بھی اس وقت اپنی اصلی صورت میں موجود ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ یقیناً سچے ہیں اور چونکہ سچائی ہر مذہب میں ایک ہی ہے اس لئے جس قوم و ملک کے پاس وہ مذہب موجود ہے، اس کو قرآن اور شریعت نبوی کے اتباع کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے پاس خود خدا کی بھیجی ہوئی سچائی موجود ہے، بلکہ ہندوستان میں یہاں کا کوئی مذہب بھی اپنی اصلی صورت میں موجود ہے تو پھر قرآن

کے لئے ہوئے مذہب کو ایک دوسرے ملک سے یہاں لائے کی سرے سے کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس خدائی مذہب موجود ہے۔ یہودی بھی اسی طرح کا دعویٰ کرتے ہیں، ایران کے زرتشتی، ہندوستان کے شاکت دھرمی، آریہ سماجی، جین، سکھ، بودھ، سب ہی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آسمانی مذہب موجود ہے، پھر اس حالت میں جبکہ دنیا میں بیسیوں مذاہب خدا کے آئے ہوئے اس وقت بھی اصلی صورتوں میں موجود ہیں تو پھر قرآن اور شریعت محمدیہ کی دنیا کو ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟

ہم مشرقی صاحب اور ان کے خاکساروں کو اور ملک کے ان مسلم اخباروں کو جو مشرقی صاحب کی تحریک کو قرآنی اسلام کی تحریک کا علمبردار سمجھ کر ان کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں، یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس بنیادی مسئلہ کو صاف الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی پوزیشن واضح کر دیں تاکہ مسلمان سمجھ سکیں کہ مشرقی صاحب کی تحریک کس اسلام کی سر بلندی کی تحریک ہے اور پھر اس کے بعد ان کا راستہ اور مسلمانوں کا راستہ صاف صاف دنیا کے سامنے آجائے۔ اگر وہ قرآن کے اسلام کے سوا اور کسی دوسرے مذہب کو بھی اپنی اصلی صورت میں موجود مانتے ہیں تو پھر ان کو کوئی حق نہیں کہ وہ خاتم النبیین کی دعوت کو لٹارس کا قہ تمام نوع انسانی کے لئے قرار دیں، اور اگر وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ ہیں، یعنی قرآنی اسلام کے سوا اور کسی مذہب کو اپنی اصلی صورت میں اس وقت موجود نہیں مانتے تو پھر عالمگیر اسلام اور فرقہ دارانہ اسلام کا بے مغنی لغو اور مہمل لفظ واپس لیں۔ اور صاف اعلان کریں کہ اس وقت دنیا میں قرآن کے لئے ہوئے اسلام کے سوا اور کوئی دوسرا مذہب اپنی اپنی صورت میں موجود نہیں، اور اس لئے نزول قرآن کے بعد سے لے کر قیامت تک انسانی نجات کے لئے قرآن اور شریعت محمدیہ پر ایمان لانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ چھوڑ دیں کہ اسلام نام سچائی کا ہے اور سچائی تمام مذاہب میں موجود ہے۔

(مشرق کے مسلمانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جس میں تمام مذاہب کی اصل صورتیں بیان کی گئی ہیں اور ان کے حقائق بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اگر وہ قرآن کو اپنی اصلی صورت میں سمجھ لیں تو ان کے لئے قرآن ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے ان کو اپنی اصل صورت میں پہنچنا ہے۔)